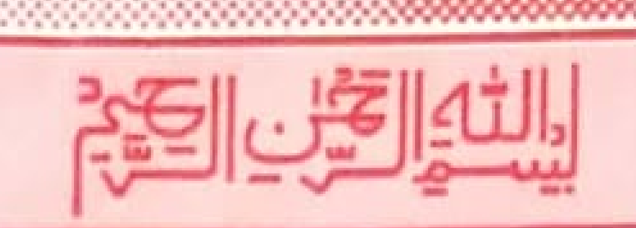


ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مُردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں مگر تم کو خبر نہیں (بقرہ: ۱۵۴)



سید الشہداء

سیّد جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی
(مفتی شافعیہ، مدینہ منورہ)

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۱۳

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریۂ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (بقرہ : ۱۵۴)

(جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں، مگر تم کو خبر نہیں)

سید الشہداء

(حضرت امیر حمزہ)

○=== تالیف ===○

(سید جعفر بن حسن عبد الکریم برزنجی)

○=== ترجمہ ===○

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
(شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور)

○=== تقدیم ===○

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بین الاقوامی سلسلہ نمبر
(۱۳)

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب : مناقب سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

مولف : سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی

مترجم : علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اشاعت (عربی) : دار المناقب، بیروت، نکوسیا ۱۴۱۵ھ

اشاعت اول (اردو) : ادارہ مسعودیہ، کراچی، پاکستان ۱۴۱۶ھ

طباعت : ۱۴۱۶/۱۹۹۵ء

طابع : حاجی محمد الیاس نقشبندی مجددی

مطبع : رئیل آرٹس پریس، کراچی

تعداد : گیارہ سو

قیمت : ۱۵ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی، پاکستان

۲۔ ادارہ مسعودیہ، ۱۱ میین روڈ، المسعود، لاہور

۳۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔ جاپان مینشن، ریگل، صدر کراچی

۴۔ شہزاد پبلی کیشنز، ۲۷۔۲۔بی، گل گشت کالونی، ملتان

۵۔ مکتبہ قادریہ، گنج بخش روڈ، لاہور

سلام

○------سلام اس پر جو مشرف باسلام ہو کر سہارا بنا

○------سلام اس پر جو اللہ کا شیر تھا

○------سلام اس پر جو رسول اللہ (ﷺ) کا دست و بازو تھا

○------سلام اس پر جس نے اسلام کا برملا اعلان کیا

○------سلام اس پر جو بے باک ونڈر تھا

○------سلام اس پر جس نے ابو جہل کی سرکوبی کی

○------سلام اس پر جس نے ہجرت کا شرف حاصل کیا

○------سلام اس پر جس نے غزوہ بدر میں شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے

○------سلام اس پر جس نے غزوہ احد میں جاں بازی و جاں نثاری کا حق ادا کر دیا

○------سلام اس پر جس کا سینہ پاک چاک چاک کر دیا گیا

○------سلام اس پر جس کے دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے

○------سلام اس پر جس کے جنازے پر سرکار دو عالمؐ نے آنسو نچھاور کیے

○------سلام اس پر جس کے فضائل و کمالات کی کوئی انتہا نہیں

○------سلام اس پر جس کا پیکر نازنیں اب بھی تر و تازہ اور معطر ہے

○------سلام اس پر جو ہمارے سلام کا جواب دیتا ہے

○------سلام اس پر جس کے مزار مبارک کی زیارت بڑی سعادت ہے

○------سلام اس پر جس کی یاد وجہ سکون و طمانیت ہے

○------سلام اس پر جس کی شہادت رشک صد حیات ہے

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

جھلکیاں

○

حرف آغاز ——— تقدیم-پیش لفظ ——— تذکرہ
مولف ——— خطبہ

○

سیدالشہدا اور عم رسول ﷺ ------والدہ ماجدہ ------ اولاد امجاد ------فضائل و کمالات------قبول اسلام------ ابوجہل کی سرکوبی------ہجرت مدینہ منورہ------ اسلام کے پہلے علم بردار------جنگ بدر میں جاں بازی------جنگ احد میں جاں نثاری------دوزخ کی آگ حرام کردی گئی تھی------لاش مبارک دیکھ کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غضبناک ہونا------ جنازہ شریف پر سروردوعالم ﷺ کا آنسو بہانا------سیدالشہداء، اللہ اور رسول کے شیر تھے۔ سیدالشہداء اور نزول آیت قرآن------ تکفین و تدفین------ قبر شریف------سیدالشہداء کا غم------کعب بن مالک انصاری کا اظہار غم------ سیدالشہداء کے شہید رفقاء کے فضائل و کمالات------ شہداء احد اور نزول آیت قرآن------ شہداء کھاتے، پیتے، نماز پڑھتے اور باذن اللہ دونوں عالم میں تصرف فرماتے ہیں------ چالیس سال کے بعد شہداء بدر کے جسم تروتازہ، معطرومعنبر تھے------غزوہ موتہ کے شہیدوں کو شہادت کے بعد گھوڑوں پر سوار دیکھا گیا------ شہداء احد سلام کاجواب دیتے ہیں------ تاجدار دوعالم ﷺ سال کے آخر میں شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے------ اہل مدینہ ماہ رجب المرجب میں ہر سال حاضری دیتے تھے۔

○

خاتمہ------دعائے خیر------ حواشی وتعلیقات------ مآخذ ومراجع

حرف آغاز

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۲۶ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ (۲۱ فروری ۱۹۹۵ء) کو شہر مقدس میں ایک عارف کامل نے "مناقب سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ (رضی اللہ عنہ)" کا مطبوعہ عربی نسخہ عنایت فرمایا اور ساتھ ہی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ اس کا اردو ترجمہ کرا کے شائع کردیا جائے۔ یہ رسالہ مفتی شافعیہ سید جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی (۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء) کی تصنیف ہے------- جو حضور انور ﷺ کے عہد مبارک سے ہم سے ڈیڑھ سو برس زیادہ قریب تھے------- جو دیار محبوب مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ تھے--------- جو مسجد نبوی شریف میں بیس برس خطیب رہے-------- یقیناً وہ عہد جدید کے کسی بھی فاضل سے زیادہ احترام واعتماد کے مستحق ہیں------- یہ رسالہ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء میں دارالمناقب (بیروت، نکوسیا) نے شائع کیا جو چھوٹے سائز کے ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کا متن مندرجہ ذیل قلمی اور مطبوعہ نسخوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔

۱۔ مخطوط ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء، مخزونہ مکتبہ آل ہاشم
۲۔ مطبوعہ نسخہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء، مطبع میریہ
۳۔ مطبوعہ نسخہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء، مطبع ادبیہ
۴۔ مطبوعہ نسخہ مطبع حسان، قاہرہ

غالباً" اسی ادارے نے اس رسالے میں بہت ہی مفید تعلیقات وحواشی کا اضافہ کیا ہے، یہ کام جس فاضل نے بھی کیا ہے، بہت خوب کیا ہے، مولائے کریم ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۹۹۵ء میں واصف احمد فاضل کابلی نے "سیرت سیدالشہداء (ابو عمارۃ) حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ)" کے عنوان سے دارالنشر والفکو (جدہ، سعودی عرب) سے ایک رسالہ شائع کیا ہے جو بڑے سائز کے ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں سابقہ

مطبوعہ رسالے سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔

دور جدید میں جب کہ مثالی شخصیتیں عنقا ہوتی جارہی ہیں، مشاہیر اسلام کی سیرت کا سلسلہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ سلسلہ تحقیقی اور ادبی ہونا چاہئے تاکہ دل ودماغ دونوں متاثر ہوں------- جدید نسل کا المیہ یہ ہے کہ اس کے سامنے نمونے نہیں، ایسے نازک حالات میں ہم ماضی سے ہمت وحرارت حاصل کرسکتے ہیں، مگر دشمنان اسلام ہمیں ماضی سے دور رکھنا چاہتے ہیں اس لیے یہ مہلک خیال پھیلایا جارہا ہے کہ شخصیات کی ضرورت نہیں، کتابیں کافی ہیں حالانکہ کتابیں شخصیات کے تابع ہوتی ہیں، شخصیات نہیں تو کتابیں بھی نہیں------- دوسری طرف بالکل متضاد اور زہرناک یہ خیال بھی پھیلایا جارہا ہے کہ کتابوں کی بھی ضرورت نہیں، بس تبلیغ کافی ہے------- تبلیغ کا تعلق تو علم سے ہے، علم کا تعلق کتابوں سے، جب علم ہی نہ ہوگا تو کس چیز کی تبلیغ کی جائے گی؟------- سچی بات یہ ہے کہ ہمیں شخصیت کی بھی ضرورت ہے اور کتاب کی بھی ضرورت ہے اسی لیے حق جل مجدہ نے حضور انور ﷺ کو مبعوث فرماکر قرآن کریم نازل فرمایا------- یہ راز ہر دانشمند کے سمجھ میں آسکتا ہے۔

راقم شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف، قادری نقشبندی کا (جامعہ نظامیہ، لاہور) کا ممنون ہے کہ انہوں نے راقم کی درخواست قبول فرماکر قلیل مدت میں کتاب کا ترجمہ کرکے ارسال فرمایا، مولیٰ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کا علمی وروحانی فیض جاری رہے۔ آمین۔ ادارہ مسعودیہ کے ناظم حاجی محمد الیاس صاحب نقشبندی مجددی کا بھی ممنون ہوں کہ وہ اس ترجمہ کو شائع فرمارہے ہیں۔ مولائے کریم ان کو اور تمام اراکین ومعاونین اور مخلصین کو اپنے کرم عمیم سے نوازے اور سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے حضور انور ﷺ کی رضاوخوشنودی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۱۹ شوال المکرم ۱۴۱۶ء کراچی

۱۰ ر مارچ ۱۹۹۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

تقدیم

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

نہ پیوستم دریں بستاں سرا دل
زبند این وآں آزادہ رفتم
چو باد صبح گردیدم دمے چند
گلاں را آب ورنگے دادہ رفتم

زندگی وہی زندگی ہے جو محبوب کے قدموں پر قربان کردی جائے------- سلام ان پر جو قربان ہوگئے------- سلام ان پر جو فدا ہوگئے!------- سلام ان پر جو نثار ہوگئے------- سلام ان پر جو جینے کا سلیقہ سکھا گئے!------- سلام ان پر بلندیاں جن پر رشک کرتی ہیں------- سلام ان پر روشنیاں جن پر نچھاور ہوتی ہیں!------- سلام ان پر فردوس بریں جن پر ناز کرتی ہے۔

ہاں چودہ سو برس پہلے چشم فلک نے شہیدوں کے سردار، جاں نثاروں کے سرتاج حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا تھا جو تاجدار دو عالم ﷺ کے پیارے چچا اور رضاعی بھائی تھے------- غیور، نڈر، بہادر، سخی، خوش اخلاق ودل نواز------- اعلان نبوت سے قبل ۶۱۱ء (یا ۶۱۵) میں مشرف باسلام ہوئے، دین کو تقویت ملی، دشمنان اسلام سہم گئے------- آپ نے گستاخان رسول کے منہ میں لگام دی------- گستاخ رسول ابوجہل نے جب گستاخی کی تو اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ سر پھٹ گیا۔

آپ نے اپنے عمل سے بتایا کہ گستاخ رسول خواہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ عبرت ناک سزا کا مستحق ہے------- حضور انور ﷺ نے ۲ھ

(۶۲۴ء) میں آپ کو اسلام کا پہلا جھنڈا عطا فرما کر سیف البحر کی طرف روانہ کیا۔----- آپ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے سرور عالم ﷺ کے حکم پر دشمنان اسلام کے خلاف تلوار چلائی۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد ابھی مہاجرین نے قدم نہ جمائے تھے کہ دشمن ۲ھ (۶۲۴ء) میں مکہ معظمہ سے دور دراز کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر مقام بدر پہنچ گیا اور عظیم معرکہ پیش آیا جس میں صحابہ نے بہادری کے جوہر دکھائے، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے جگری سے لڑے، ان کے فرق اقدس پر شترمرغ کا پر لگا ہوا تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دو دھاری تلوار سے دشمنان اسلام کو جہنم رسید کر رہے تھے۔ غزوہ بدر میں ابوجہل مارا گیا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ھند (زوجہ ابوسفیان) کا باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کا چچا مارے گئے، مسلمانوں کو حیرت ناک کامیابی نصیب ہوئی، دشمن نامراد واپس لوٹا مگر اب جذبہ انتقام اور بھڑک اٹھا چنانچہ دوسرے ہی سال ۳ھ/۶۲۵ء میں دشمن تیاری کر کے مدینہ منورہ کے بالکل قریب میدان احد آن پہنچا اور غزوہ احد کا عظیم معرکہ پیش آیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بہادری سے لڑے، ۳۱ دشمنان رسول کو واصل جہنم کیا۔ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، ھند (زوجہ ابوسفیان) اور جبیر بن مطعم نے جوش انتقام میں اپنے حبشی غلام وحشی کو لالچ دے کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا، وحشی نیزہ بازی میں بہت ماہر تھا، چھپ چھپا کر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچ گیا اور ان کے پیٹ پر تاک کر اس زور سے نیزا مارا کہ آرپار ہو گیا پھر بھی آپ وحشی کی طرف شیر کی طرح جھپٹے مگر زخموں سے نڈھال، گر پڑے اور جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!------

یہ المناک حادثہ ماہ شوال ۳ھ/۶۲۵ء (یا ۴ھ/۶۲۶) میں پیش آیا۔

وحشی غلام، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کے قریب آیا، آپ کا پیٹ چاک کیا، کلیجہ نکالا اور ہند کے آگے لا کر رکھ دیا اس نے جوش انتقام میں دانتوں سے چبا ڈالا، نگل نہ سکی اگل دیا، پھر نعش مبارک کے قریب آکر سخت بے حرمتی کی۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون!------ یہ وہی ھند ہے جس کو میدان احد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لیے قتل نہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کی عطا کردہ تلوار سے لڑ رہے تھے اور اس تلوار کی شان کے لائق نہ تھا کہ وہ ایک عورت کے خون سے آلودہ ہوتی، اس کے سر پر تلوار رکھ کر آپ نے ہٹالی مگر کیا معلوم تھا کہ یہی عورت، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسا دردناک سلوک کرے گی۔------ اللہ اکبر! خاندان نبوت نے اسلام کی راہ میں کیسے کیسے ظلم و ستم سہے اور عظیم قربانیاں پیش کیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بھی رنج و محن کی راہ سے گزارا تاکہ یہ سونا تپ کر اور نکھر جائے، چمک جائے اور سارے عالم کو چمکا دے!

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زخموں سے چور جسم نازنیں سرور عالم ﷺ کے سامنے لا کر رکھا گیا، اللہ اللہ کیسا جگر خراش منظر ہوگا:۔

اے دل! بہوس برسر کارے نہ رسی
تا غم نخوری بغمگسارے نہ رسی
تا سودہ نہ گردی چو حنا در تہ سنگ
ہرگز بکف پائے نگارے نہ رسی

یہ دل گداز منظر دیکھ کر حضور انور ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ابل پڑے، خوب آنسو بہائے:۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ! یہ کس کی یادگاری ہے!
کیا کہوں "ان کی" بیقراری کی
بیقراری سی بیقراری ہے!

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک سامنے رکھی ہے اور تاجدار دو عالم ﷺ شدت غم سے فرما رہے ہیں:

اے رسول اللہ کے چچا!

اے اللہ اور رسول اللہ کے شیر!

اے حمزہ!

اے نیک کام کرنے والے!

اے حمزہ!

اے مصیبتوں کو دور کرنے والے!

اے حمزہ!

اے رسول اللہ کا دفاع کرنے والے!

اور صحابی رسول حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں:۔

"حمزہ کی جدائی سے جگر کانپ اٹھے ------ایسا صدمہ کوہ حرا کو بھی پہنچتا تو اس کی چٹانیں لرز اٹھتیں------جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں------وہ اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتارتے تھے------تو جب ان کو ہتھیار لگائے فخر سے چلتا ہوا دیکھتا تو ایسا معلوم ہوتا جیسے خاکستری رنگ اور مضبوط پنجوں والا ایال دار شیر چلا آرہا ہے------جو نبی کریم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں------ انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی------انہوں نے جب موت کو گلے لگایا تو ان کے فرق اقدس پر شتر مرغ کے پر کا نشان لگا ہوا تھا------وہ مجاہدین کی اس جماعت میں تھے جس نے نبی ﷺ کا دفاع کیا اور جان کی بازی لگا دی۔"

ہاں' امیر حمزہ' سینہ چاک' دل فگار اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے------ پیمان وفا پورا کیا' محبت کا حق ادا کیا------ جان جاناں کے قدموں پر جاں عزیز قربان کردی اور جاتے جاتے عاشقوں کو یہ پیغام دے گئے------دیکھنا! جب خلوص و محبت سے اسلام کا پیغام لے کر آگے بڑھو تو ڈرنا نہیں' بڑھتے چلے جانا------دیکھنا! کوئی

گستاخ رسول شان رسالت مآب ﷺ میں زباں درازی کرے تو اس کا سر پھوڑ دینا کہ یہ سر اسی لائق ہے------دیکھنا! کوئی گستاخ رسول' دامن رسالت مآب ﷺ تار تار کرنے آگے بڑھے' مرجانا' ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا مگر دامن مصطفےٰ ﷺ پر آنچ نہ آنے دینا------

آج بھی یہ صدائیں گونج رہی ہیں' سننے والے کان سن رہے ہیں!

جب میدان احد سے سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ تشریف لائے تو کہرام مچا ہوا تھا' انصار کی خواتین اپنے اپنے شہیدوں پر آنسو بہا رہی تھیں مگر اس جاں نثار' وفا شعار پر صرف وہ کریم آنسو بہا رہا تھا جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر گنہگاروں کے لیے دعائیں کیا کرتا تھا------ اچانک یہ آواز آئی "کیا حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں؟"------ یہ آواز بجلی بن کر سب دلوں پر گری اور رونے والے امیر حمزہ پر بھی خوب روئے------ پھر جب کوئی جاں بحق ہوتا تو پہلے امیر حمزہ کی یاد میں آنسو بہائے جاتے پھر جانے والے کا غم کیا جاتا:۔

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقت سفر یاد آیا

غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کی شہادت قبول ہوئی' اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں جگہ عطا فرمائی' وہ جنت کی نہروں میں اترتے ہیں' جنت کے پھل کھاتے ہیں' عرش کے سایے میں معلق قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں۔

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بدعا آرزو کنند

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک الگ ٹیلے پر دفن کیا گیا------ ۵۹۰ھ/۱۱۹۳ء میں اس پر ایک عظیم گنبد بنا دیا گیا تھا جو بارہویں صدی ہجری تک موجود رہا------ حضور انور ﷺ ہر سال امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء احد کے ایصال ثواب کے لیے یہاں تشریف لاتے تھے------ ہاں' رے شہید ہونے والو! تم کو مبارک ہو کہ

سرور عالم ﷺ تمہارے لیے دعا فرما رہے ہیں------- **وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم**------- برسوں اہل مدینہ کا معمول رہا کہ پیروی سنت میں ماہ رجب المرجب میں ہر سال حاضر ہوتے تھے' اب تو ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔

شام شب فرقت میں بھی انوار سحر ہیں

غزوہ احد میں فتح ونصرت نے قدم چوم لیے تھے' دشمن فرار ہو چکا تھا' مال غنیمت جمع کیا جارہا تھا' لشکر کی پشت پر جبل احد کے درے پر رسالت مآب ﷺ کی طرف سے متعین کیے جانے والے تیر اندازوں نے یہ خیال کیا کہ شاید ان کا فرض پورا ہوگیا دوسرے حکم کا انتظار نہ کیا' وہ بھی مال غنیمت کے شوق میں نیچے اتر آئے۔

خالد بن ولید جو اس وقت دشمن کی فوج کی کمان کر رہے تھے ایک دستہ لے کر اچانک عقب سے حملہ آور ہوئے' افراتفری پھیل گئی' کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا' اور دیکھتے دیکھتے فتح و نصرت' شکست میں بدل گئی------- غور فرمائیں ارشاد نبوی کی تعمیل کی تکمیل میں ذرا سی غفلت سے کامیابیاں' ناکامیوں سے بدل کر رہ گئیں------- بیشک ہماری کامیابی کا راز عشق مصطفےٰ اور اطاعت نبوی ﷺ میں ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے جو کچھ پایا محبت واطاعت سے پایا------- حضور انور ﷺ کی محیرالعقول استقامت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے حیرت انگیز عزم وحوصلے نے اللہ کے فضل وکرم سے قلیل وسائل کے باوجود شاندار کامیابیوں سے ہم کنار کیا اور دشمن یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ اسلام سچا مذہب ہے اور تاجدار دوعالم ﷺ اللہ کے سچے اور آخری نبی ہیں چنانچہ ابو سفیان جن کی سرکردگی میں میدان احد میں دشمن کا لشکر حملہ آور ہوا' مشرف بہ اسلام ہوئے------- خالد بن ولید جنہوں نے اچانک حملہ کر کے کشت وخون کا بازار گرم کیا' مشرف با اسلام ہوئے------- ھند جس نے امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا' مشرف بہ اسلام ہوئیں------- وحشی غلام جس نے امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اور ان کا شکم اطہر چاک کیا تھا' مشرف با اسلام ہوئے------- غزوہ احد میں بظاہر شکست نظر آرہی ہے لیکن بالا خر جانی دشمنوں نے سر جھکا دیا' پھر جو جان لیتے تھے

وہ جان دینے لگے۔ تاریخ عالم نے یہ حیرت انگیز انقلاب نہیں دیکھا۔

از خیال حضرت جاناں زخود بیزار باش
بے خبر ازخویش باش و باخبر از یار باش

۱۹ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ
۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی (سندھ' پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے صحابہ کرام پر رحمتیں نازل فرمائے اور بکثرت سلام بھیجے۔

یہ سید الشہداء، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے والوں کے سردار، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے شیر، رسول اللہ ﷺ کے مبارک چچا، حضرت سیدنا امیر حمزہ ؓ کے مناقب ہیں، جن کے موتیوں کو پرونے اور جن کی چمک دمک ظاہر کرنے کا فریضہ، خاندان نبوت اور علمی خانوادے کے گوہر شب تاب، مشہور "مولد نبوی" (مولود برزنجی) اور شہداء بدر کے اسماء گرامی پر مشتمل کتاب "**جالیتہ الکدر فی نظم اسماء شہداء بدر**" اور دیگر مفید اور جلیل کتب کے مصنف حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا ہے۔

یہ حضرت سید الشہداء ؓ کے عظیم مناقب ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے جان کی بازی لگا دی، غزوہ احد میں جن کی شہادت پر ہمارے آقا و مولا اور حبیب مکرم ﷺ غمگین ہوئے، اس غزوہ کے اسلامی تاریخ پر گہرے اثرات مرتب ہوئے، وہ تاریخ جس کی بنیاد ان جانبازوں نے رکھی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ مناقب حضور قلب کے ساتھ متوجہ ہونے والوں کے لیے کئی اسباق اور نصیحتیں اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہیں۔

ہم یہ مناقب جدید انداز میں نبی اکرم ﷺ کے عم محترم اور آپ کی آل و عترت کے محبین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کی رضا حاصل کرنے

کے لیے علم کی خدمت اور اشاعت ہوگی نیز اہل علم کی یاددہانی اور بے علموں کی آگاہی کے لیے سیدنا امیر حمزہ ؓ کی سیرت مقدسہ کا احیاء ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قیامت کے دن سید الانام ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے، جس دن مال کام آئے گا اور نہ بیٹے، سوائے اس اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب سلیم اور مقبول عمل لے کر حاضر ہوگا، ہماری دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کے بعد، شہیدوں اور شفاعت کرنے والوں کے سردار، رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت چچا کے حق میں قبول فرمائے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اے اللہ! ہمارے اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما ـــــ اے رب کریم! اپنے دیے ہوئے علم سے ہمیں نفع عطا فرما اور ہمیں فائدہ بخش علم عطا فرما! ـــــ آمین!

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد و الہ اصحبہ اجمعین ○

ناشر

(دار المناقب، بیروت)

تذکرۂ مولف رحمتہ اللہ علیہ

نام : سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم بن محمد رسول حسینی، برزنجی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

مقام و منصب : بیس سال سے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ اور مسجد نبوی شریف کے خطیب رہے۔

ان کے بارے میں علماء کے تاثرات:

(الف) علامہ برزنجی مسجد نبوی شریف کے باب الاسلام کے اندر محفل درس منعقد کیا کرتے تھے، سید محمد مرتضیٰ زبیدی ان کے درس میں شامل ہوتے رہے، علامہ زبیدی "**الامام الفصیح البلوع**" (بلند پایہ فصیح امام) کے القاب سے ان کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ "انہیں تقریر کا حیران کن ملکہ حاصل تھا اور مذہب شافعیہ کی تفصیلات کے بڑے ماہر تھے۔"

(ب) مرادی کہتے ہیں: "شیخ فاضل، بلند مرتبہ، یکتائے زمانہ عالم، فنون کے ماہر، حضرات شافعیہ کے مفتی۔"

(ج) جبرتی نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا: "وہ کلمہ حق کہنے میں بے باک اور امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔"

تصانیف:

۱۔ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ جالیتہ الکرب باسماء سید العجم والعرب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۳۔ قصتہ المعراج

۴۔ جالیتہ الکدر باسماء اصحاب سید الملائک والبشر (صحابہ کرام کے اسماء)

۵۔ الشقائق الاترجیتہ فی مناقب الاشراف البرزنجیتہ (برزنجی خاندان کے بزرگوں کے مناقب)

۶۔ الطوالع الاسعدیہ من المطالع المشرقیہ۔

۷۔ الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبد القادر جیلانی (سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب)

۸۔ الروض المعطار فیما یحدی السید محمد من الاشعار

۹۔ النفح الفرجی فی فتح جتہ جی۔

۱۰۔ التقاط الزہر من نتائج الرحلتہ والسفر

۱۱۔ البر العاجل باجابتہ الشیخ محمد غافل

۱۲۔ الفیض اللطیف باجبتہ نائب الشرع الشریف

۱۳۔ فتح الرحمٰن علی اجوبتہ السید رمضان

۱۴۔ نہوض اللیث لجواب ابی الغیث۔

وفات : حضرت علامہ برزنجی ۱۱۸۴ھ میں یا ۱۱۷۰-۷۱ھ دار فانی سے رحلت فرما کر جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشیرونذیر ' اپنے اذن سے داعی الی اللہ ' اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔

آپ کو عظیم ہیبت اور جلالت عطا فرمائی اور جسے سعادت اور عظمت کے لیے منتخب فرمایا اسے آپ کے ذریعے صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرمائی ' آپ کو آسمان وجود کا بدر منیر بنایا اور کائنات کے گوشے گوشے میں آپ کا روشن اور دل ودماغ میں اتر جانے والا ذکر پھیلایا۔

آپ کو حکم دیا **فاصدع بما تومر** (اے حبیب! تمہیں جو حکم دیا جاتا ہے اسے واشگاف بیان کرو) چنانچہ آپ نے خفیہ اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی ' آپ کی دعوت کو جلد قبول کرنے کی توفیق ان معزز لوگوں کو دی گئی جنہیں آسان راستے کی سہولت دی گئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کردیا ' تو ان کے لیے اجروثواب ثابت ہوا اور خوشخبری۔

وہ پیکر جہاد نیزوں کے سائے میں یوں فخر سے کھیلتے رہے جس طرح شیروں کے بچے جنگل میں کھیلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ آپ کی آل پاک ' صحابہ کرام اور آپ کے آداب کے حامل وارثوں پر رحمتیں نازل فرمائے جب تک جہاد کے جھنڈے اور نشانات باندھے جاتے رہیں ' مجاہدین کے دستے آگے بڑھتے رہیں اور دنیائے کفر پر حملے جاری رہیں۔ حمد و ثنا اور درود پاک کے بعد! نجات دینے والے کریم کے فضل کا محتاج **جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی** کہتا ہے کہ یہ دلکش اور روح پرور باغ ہے جس کی بادصبا حضرت **سیدالشہداء امیر حمزہ** رضی اللہ عنہ کے احوال کی خوشبو سے معطر ہے اور جس کی جودوسخا کی بارش ' حضرت سیدالشہداء کے ہمراہ جام شہادت نوش کرنے والے

خوش بختوں کے موتیوں ایسے ناموں سے سیراب ہوتی ہے ' ان حضرات نے دین مصطفیٰ ﷺ کی نصرت و حمایت میں اپنی جانوں کی بازی لگادی اور اسلام کے پھیلاؤ کا راستہ ہموار کردیا۔

میرے دل میں اس باغ کے گھنے درختوں میں داخل ہونے ' اس کے حوضوں کے چشموں سے سیراب ہونے ' نور کے برجوں سے موتیوں کی بارش طلب کرنے اور ان موتیوں کو مندرجہ ذیل سطور کی لڑی میں پرونے کا خیال پیدا ہوا ' تاکہ انہیں حضرت **سید الشہداء** کے مزار مقدس کے پاس مقرر عمل (ایصال ثواب) کے بعد پڑھا جائے ' خصوصاً" آپ کی خصوصی زیارت(۲) کی رات جس کی روشن صبح ابر آلود نہیں ہوتی بلکہ اجلی اجلی ہوتی ہے ' مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور باکمال بندوں کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں حاصل کی جائیں۔

میں کہتا ہوں کہ وہ سیدنا **حمزہ** ابن **عبدالمطلب** بن **ہاشم** ' نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں ' ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثویبہ نے ان دونوں ہستیوں اور حضرت ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر) کو دودھ پلایا تھا۔

حضرت **امیر حمزہ** رضی اللہ عنہ کی عمر نبی اکرم ﷺ سے دو سال اور ایک قول کے مطابق چار سال(۳) زیادہ تھی ' ان دونوں ہستیوں کو مختلف اوقات میں(۴) دودھ پلایا گیا ' حضرت **سید الشہداء** اور حضرت **صفیہ** (نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی) کی والدہ ' **ہالہ** بنت **اھیب** بن **عبدمناف بن زہرہ** ' نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چچا زاد بہن تھیں۔

آپ کی اولاد میں سے پانچ بیٹے تھے ' چار کے نام یہ ہیں

۱۔ یعلیٰ(۵) ۲۔ عمارۃ(۶) ۳۔ عمرو ' اور ۴۔ عامر

دو بیٹیاں تھیں ۱۔ام الفضل(۷) ۲۔امامہ(۸) اس وقت حضرت سیدالشہداء کی اولاد میں سے کوئی نہیں ہے۔(۹)

اللھم ادم دیم الرضوان علیہ
وامد نا بالا سرار التی اود عتھالدیہ

اے اللہ! ان پر رحمت و رضوان کی موسلا دھار بارش ہمیشہ برسا اور جو اسرار تونے

ان کے پاس امانت رکھے ہیں، ان کے ساتھ ہماری امداد فرما۔ حضرت سید الشہدا بہادر، سخی، نرم خوش اخلاق، قریش کے دلاور جوان اور غیر تمندی میں انتہائی بلند مقام کے مالک تھے، بعثت کے دوسرے سال(۱۰) اور ایک قول کے مطابق چھٹے سال(۱۱) مشرف باسلام ہوئے، اسلام لانے کے دن انہوں نے سنا کہ ابو جہل، نبی ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہہ رہا ہے تو آپ نے حرم مکہ شریف میں اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر کھل گیا۔(۱۲)

حضرت امیر حمزہ نے نبی ﷺ سے گزارش کی ــــــ بھتیجے! اپنے دین کا کھل کر پرچار کیجئے! ــــــ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے دنیا بھر کی دولت بھی دے دی جائے تو میں اپنی قوم کے دین پر رہنا پسند نہیں کروں گا، ان کے اسلام لانے سے رسول اللہ ﷺ کو تقویت حاصل ہوئی اور مشرکین آپ کی ایذا رسانی سے کسی حد تک رک گئے، بعد ازاں ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے جو پہلا جھنڈا تیار کیا وہ سید الشہداء ہی کے لیے تھا(۱۳)، جب ۲ھ / ۶۲۳ء میں حضور سید عالم ﷺ نے انہیں قوم جہینہ کے علاقے میں سیف البحر کی طرف (ایک دستے کے ہمراہ) بھیجا، جیسے کہ مدائنی نے کہا ہے(۱۴)۔

ابن ہشام نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں(۱۵)۔

فما برحوا حتی انتدبت بغارة
لهم حیث حلوا ابتغی راحته الفضل
بامر رسول الله اول خافق
علیه لو لم یکن لاح من قبلی

○ وہ اسلام کی دشمنی سے باز نہیں آئے، یہاں تک کہ میں ان کے ہر ٹھکانے پر حملے کے لیے آگے بڑھا، فضیلت کی راحت حاصل کرنا میرا مقصود تھا۔

○ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر میں پہلا تلوار چلانے والا تھا جس کے سر پر جھنڈا تھا، یہ جھنڈا مجھ سے پہلے ظاہر نہ ہوا تھا۔

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں اس حال میں شامل ہوئے کہ انہوں نے شتر مرغ(۱۶) کا پر اپنے اوپر بطور نشان لگایا ہوا تھا، انہوں نے اس جنگ میں زبردست جانبازی کا مظاہرہ کیا، رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں(۱۷) کے ساتھ لڑتے رہے، کفر کے سورماؤں کو بکھیر کر رکھ دیا اور مشرکین کو کاری زخم لگائے(۱۸)۔

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن خاکستری اونٹ اور پھاڑنے والے شیر دکھائی دیتے تھے، انہوں نے اپنی تلوار سے مشرکین کو بری طرح خوف زدہ کردیا، کوئی ان کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔

غزوہ احد میں آپ نے اکتیس مشرکوں کو جہنم رسید کیا، جیسے کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا(۱۹)، پھر آپ کا پاؤں پھسلا تو آپ تیراندازوں کی پہاڑی کے پاس واقع وادی میں پشت کے بل گر گئے، زرہ آپ کے پیٹ سے کھل گئی، **جبیر بن مطعم** کے غلام وحشی بن حرب نے کچھ فاصلے سے خنجر پھینکا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں آپ کو مرتبہ شہادت سے سرفراز فرمایا، یہ واقعہ ہفتے کے دن نصف شوال کو ۳ھ (۲۰) یا ۴ھ(۲۱) (۶۲۴ء یا ۶۲۵ء) کو پیش آیا، اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی۔

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۵۹ سال(۲۲) اور ایک دوسرے قول کے مطابق ۵۴ سال تھی۔(۲۳)

پھر مشرکین نے آپ کے اعضاء کاٹے اور پیٹ چاک کیا، ان کی ایک عورت نے آپ کا جگر نکال کر منہ میں ڈالا اور اسے چبایا، لیکن اسے اپنے حلق سے نیچے نہ اتار سکی، ناچار سے تھوک دیا۔(۲۴)

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: اگر یہ جگر اس کے پیٹ میں چلا جاتا تو وہ عورت آگ میں داخل نہ ہوتی،(۲۵) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ کی اتنی عزت ہے کہ ان کے جسم کے کسی حصے کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا۔(۲۶)

الهم ادم دیم الرضوان علیه
وامد نا بالا سرار التی اودعتها لربه

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے مثلہ کیے ہوئے جسم کو دیکھا، تو یہ منظر آپ کے دل اقدس کے لیے اس قدر تکلیف دہ تھا کہ اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آپ کی نظر سے کبھی نہیں گزرا تھا، اسے دیکھ کر آپ کو جلال آگیا، آپ نے فرمایا:

"تمہارے جیسے شخص کے ساتھ ہمیں کبھی تکلیف نہ دی جائے گی، ہم کسی ایسی جگہ کھڑے نہیں ہوئے جو ہمیں اس سے زیادہ غضب دلانے والی ہو۔"

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ولئن صبرتم لهوخیر للصابرین واصبر وما صبرک الا بالله ولاتحزن علیهم ولاتک فی ضیق مما یمکرون ان الله مع الذین اتقو

والذین ھم محسنون۔ (۲۷)

(ترجمہ: "اور اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تمہیں تکلیف دی گئی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے' آپ صبر کیجئے! اور آپ کا صبر اللہ ہی کے بھروسے پر ہے' آپ ان کے بارے میں غمگین اور تنگ دل نہ ہوں ان کے فریبوں کے سبب' بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور ان کے ساتھ جو نیکو کار ہیں۔")

نبی اکرم ﷺ نے عرض کیا: "اے رب! بلکہ ہم صبر کریں گے۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے چچا! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو' کیونکہ آپ جب تک عمل کرتے رہے' بہت نیکی کرنے والے اور بہت صلہ رحمی کرنے والے تھے۔" (۲۸)

پھر ان کے جسد مبارک کو قبلہ کی جانب رکھا اور ان کے جنازے کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس شدت سے روئے کہ قریب تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔

نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے:

"اے اللہ تعالیٰ کے رسول کے چچا!۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے شیر!۔۔۔۔۔ اے حمزہ! اے نیک کام کرنے والے!۔۔۔۔۔ اے حمزہ! مصیبتوں کے دور کرنے والے۔۔۔۔۔ اے حمزہ!۔۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے!" (۲۹)

یہ بھی فرمایا: "ہمارے پاس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ امیر حمزہ کے بارے میں ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے' "حمزہ ابن **عبدالمطلب**' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔" (۳۰)

حاکم نیشاپوری' مستدرک میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا (یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان) روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حمزہ ابن عبدالمطلب ہیں۔ (۳۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **افمن وعدنٰہ وعدا حسنا فھو لاقیہ** (۳۲)۔

(کیا جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہے وہ اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔)

سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (۳۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ**" (۳۴)

ترجمہ: "اے اطمینان والی جان! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔" سلفی کہتے ہیں کہ اس سے مراد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳۵)

نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایسی چادر کا کفن پہنایا کہ جب اسے آپ کے سر پر پھیلاتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں پر پھیلاتے تو سر ننگا ہو جاتا' چنانچہ وہ چادر آپ کے سر پر پھیلا دی گئی اور پاؤں پر اذخر (خوشبودار گھاس) ڈال دی گئی' ایک روایت ہے کہ حرمل ڈال دی گئی۔ (۳۶)

نبی اکرم ﷺ نے آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی' یہی زیادہ صحیح ہے (۳۷)' یا ان کی نماز جنازہ کا نہ پڑھنا ان کی خصوصیت ہے (۳۸)۔ انہیں ایک ٹیلے پر دفن کیا' جہاں اس وقت ان کی قبر انور مشہور ہے (۳۹) اور اس پر عظیم گنبد ہے' یہ گنبد خلیفہ الناصر الدین اللہ احمد بن مستضی عباسی کی والدہ نے ۵۹۰ھ ۱۱۹۳ء تعمیر کروایا۔

کہا جاتا ہے کہ قبر میں ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جحش (۴۰) اور حضرت مصعب بن عمر ہیں (۴۱)' بعض علماء نے کہا کہ حضرت شماس بن عثمان ہیں' آپ کے مزار شریف کے سرہانے سید حسن بن محمد بن ابی نمی کے بیٹے عقیل کی قبر ہے' مسجد کے صحن میں بعض سادات امراء کی قبریں ہیں۔

اللھم ادم دیم الرضوان علیہ

وامد نا بالاسرار التی اودعتھا لدیہ

جب نبی اکرم ﷺ غزوہ احد کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو اپنے شہیدوں پر روتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: "لیکن حمزہ پر کوئی رونے والیاں نہیں ہیں (۴۲)۔" اور آپ پر گریا طاری ہو گیا' انصار نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اپنے شہیدوں سے پہلے امیر حمزہ پر روئیں' ایک مدت تک انصار کی خواتین کا معمول یہ رہا کہ وہ جب بھی کسی میت والے گھر جاتیں تو پہلے حضرت امیر حمزہ پر روتیں (۴۳)۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنھم)

حضرت کعب بن مالک انصاری اپنے قصیدے میں اظہار غم کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ولقد ھددت لفقد حمزۃ ھدۃ

ظلت بن الجوف من ترعد

ولو انہ فجعت حراء بمثلہ

ولقد هدت لفقد حمزة هدة
ظلت بن الجوف من ترعد
ولو انہ فجعت حراء بمثلہ
لرایت راسی صخرها یتهدد
قرم تمکن من ذوابتہ هاشم
حیث النبوۃ والند والسودد
والعاقر الکوم الجلاد اذا غدت
ریح یکاد الماء منها یجمد
والتارک القرن الکمی مجندلا
یوم الکریهہ والقنا یتقصد
وتراہ یرفل فی الحدید کانہ
ذوبدۃ ششن البراثن اربد
عم النبی محمد وصفیہ
ورد الحمام فطاب ذاک المورد
والی المنیتہ معلما فی اسرۃ
نصروالنبی ومنهم المستشهد (۴۴)

○ امیر حمزہ کے رحلت فرما جانے سے مجھ پر ایسا دھماکہ ہوا ہے کہ میرا دل اور جگر لرز اٹھا ہے۔

○ ایسا صدمہ اگر جبل حرا کو پہنچایا جاتا تو تو دیکھتا کہ اس کی چٹانوں کے دونوں کنارے تھرا اٹھتے۔

○ وہ ہاشمی خاندان کے معزز سردار تھے جہاں نبوت، سخاوت اور سرداری ہے۔

○ وہ طاقتور جانوروں کے گلے کو ذبح کرنے والے تھے جب ٹھنڈی ہوا سے پانی جمنے کے قریب ہوتا تھا (یعنی سخت سردی کے موسم میں)

○ جنگ کے دن جب نیزے ٹوٹ رہے ہوں وہ بہادر مدمقابل کو کشتۂ تیغ بنا دیتے تھے۔

○ تو انہیں مسلح ہو کر فخر سے چلتا ہوا دیکھتا (تو کہتا کہ) وہ خاکستری رنگ والا، مضبوط پنجوں والا، ایال دار (شیر) ہے۔

○ وہ نبی اکرم ﷺ کے چچا اور برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں، انہوں نے موت کے منہ میں چھلانگ لگائی تو وہ جگہ خوشگوار ہو گئی۔

○ انہوں نے اس حال میں موت سے ملاقات کی کہ ان پر (شترمرغ کے پر کا) نشان لگا ہوا تھا، وہ مجاہدین کی ایسی جماعت میں تھے جس نے نبی اکرم ﷺ کی امداد کی اور ان میں سے کچھ لوگ مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

اللهم ادم دیم الرضوان علیہ
وابد نالهاالاسرار التی اودعتهاللدیہ

ان کے علاوہ جن حضرات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس دن شہادت سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے اعمال صالحہ کی اچھی خبر اور زیادہ اجر دیا گیا، ان کے ناموں کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۴۵)

(۲)

مہاجرین:

ثقف بن عمرو، الحارث بن عقبہ، سعد حاطب کے مولیٰ، شماس بن عثمان، عبداللہ بن جحش حضرت امیر حمزہ کے بھانجے، عبداللہ بن الھیب، عبدالرحمٰن بن الھیب، عقربہ بن عقربہ، مالک بن خلف ——— مصعب بن عمیر، نعمان بن خلف یہی ابن قابوس ہیں۔

قبیلہ اوس:

انیس بن قتادہ، ایاس بن اوس بن عتیک، ثابت بن الدحداح، ثابت بن عمرو بن زید، ثابت بن وتحش، حارث بن انس بن رافع، حارث بن اوس معاذ، حارث بن عدی بن خرشہ، حباب بن قیظی، حبیب بن زید بن تیم، حسیل بن جابر، حنظلہ ابن ابی عامر، خداش بن قتادہ، خیثمہ بن حارث، رافع بن یزید، رفاعہ بن عبدالمنذر، رفاعہ بن وتحش، زیاد بن السکن، زید بن ودیعہ، سبع بن حاطب بن الحارث، سلمہ بن ثابت بن وقش، سہل بن رومی، سہل بن عدی، صیفی بن قیظی بن عمرو، عامر بن یزید، عباد بن سہل، عبداللہ بن جبیر بن نعمان، عبداللہ بن سلمہ، عبید بن التیہان، عمارہ ابن زیاد بن السکن، عمرو بن ثابت عمرو بن معاذ بن النعمان، عمیر بن عدی، قرہ ابن عقبہ، قیس بن حارث، مالک بن نمیلہ، معبد بن مخرمہ، یزید بن حاطب بن امیہ، یزید بن السکن، یسار ابوالھیثم کے مولیٰ، ابو حبہ ابن عمرو بن ثابت، ابو حرام عمرو بن قیس، ابو سفیان بن حارث بن قیس۔

قبیلہ خزرج:

انس بن النضر، اوس بن الارقم بن زید، اوس ثابت بن المنذر، ایاس بن عدی، علبہ ابن سعد بن مالک، ثقب بن فروہ، الحارث بن ثابت بن سفیان، الحارث بن ثابت بن عبداللہ الحارث بن عمرو، خارجہ ابن زید، خلاد بن عمرو بن الجموح، ذکوان بن عبد قیس، رافع غزیہ کے مولیٰ، رافع بن مالک، رفاعہ ابن عمرو، سعد بن الرابع، سعد عبید، سعد بن سوید بن قیس، سلمہ ابن ثابت بن وقش، سلیم بن الحارث، سلیم بن عمرو، سھل بن قیس بن ابی کعب، ضمرۃ بن عمرو، عامر بن امیہ، عامر بن مخلد، عباس بن عبادہ، عبداللہ بن الربیع، عبداللہ بن عمرو بن وھب، عبداللہ بن قیس، عبدۃ بن الحسحاس، ابن المعلی بن لوذان، عتبہ ابن ربیع، عمرو بن الجموح، عمرو بن قیس بن زید، عمرو بن مطرف بن علقمہ عسرہ مولیٰ سلیم، ایاس بن زید، عمرو بن مطرف بن، قیس بن عمرو، قیس بن مخلد، کیسان مولیٰ بنی النجار، مالک بن ایاس، مالک بن سنان، المجذر بن زیاد، نعمان بن عبد عمرو، نعمان بن مالک بن ثعلبہ، نوفل بن عبداللہ، ابوایمن مولی بن الجموح، ابو حبیرہ ابن الحارث، ابوزید (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

اس میں شک نہیں کہ التباس سے محفوظ، راجح قول کے مطابق شہداء احد کی تعداد ستر ہے،(۴۶) اس تعداد میں زیادتی، تفصیل میں اختلاف کے سبب پیدا ہوئی، جیسے کہ حضرت ابن سید الناس نے بیان فرمایا:(۴۷)

"اے اللہ! ان سب سے راضی ہوا اور ہمیں بہتر نصرت وامداد عطا فرما۔"

(۳)

شہدا کے بارے میں وہ فضائل وارد ہیں جن کے سننے والے کو فضیلت اور زینت حاصل ہوتی ہے، یہ وہ نفیس فضائل ہیں جن تک امنگوں اور آرزوؤں کی رسائی نہیں ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا، جس کا رنگ خون جیسا اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔"(۴۸)

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ

تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں جگہ عطا فرمائی، وہ جنت کی نہروں پر اُترتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے سائے میں معلق قندیلیوں میں آرام کرتے ہیں، جب انہوں نے بہترین کھانے اور شاندار استقبال دیکھا تو انہوں نے کہا:

"کاش ہمارے بھائی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کیا کچھ تیار کیا ہے، تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہوجائیں اور جنگ سے منہ نہ موڑلیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تمہاری طرف سے میں انہیں پیغام پہنچا دیتا ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔(۴۹)

ولا تحسبن الذی قتلوا فی سبیل اللہ امواتا" بل احیاء عندربھم یرزقون فرحین بماآتا ھم اللّٰہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ (۵۰)

"اور تم اللہ کے راستے میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ ہرگز گمان نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، اس نعمت پر خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی اور خوش ہوتے ہیں ان لوگوں کے ذریعے جو ان سے لاحق نہیں ہوئے ان کے پیچھے سے، اس بات پر کہ ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔"(۵۱) (یہ دنیا کی زندگی جیسی حقیقی زندگی ہے۔)

شہداء کرام نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں اس لیے نہیں کہ انہیں کھانے پینے کی حاجت ہے بلکہ محض انعام واکرام کے طور پر(۵۲)، وہ اپنی قبروں سے نکلتے ہیں، دنیا اور عالم بالا میں تصرف کرتے ہیں(۵۳)، تمہارے لیے یہ کافی ہے کہ انہیں ایسے فضائل حاصل ہیں جن میں وہ انبیاء کرام کے ساتھ شریک ہیں۔

چالیس سال کے بعد شہداء احد کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسم تروتازہ تھے، ان کے ہاتھ پاؤں مڑ جاتے تھے اور ان کی قبروں سے کستوری کی خوشبو آتی تھی(۵۴)۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کدال لگ گیا تو اس سے خون بہنے لگا، جیسے کہ انسان العیون میں ہے(۵۵)۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد (حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ چہرے کے زخم سے ہٹایا گیا تو وہاں سے خون بہنے لگا، ہاتھ دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا گیا تو خون بند ہوگیا۔(۵۶)

علامہ بقاعی بلقاء کے رہنے والوں کی قابل اعتماد جمعیت سے روایت کرتے ہیں(۵۷) کہ انہوں نے مقام موتہ (شام کی ایک جگہ جہاں غزوہ موتہ واقع ہوا) میں شہدا موتہ کو

اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلتے پھرتے دیکھا' دیکھنے والا جب اس جگہ پہنچا جہاں ان شہدا کو دیکھا تھا تو وہ اس جگہ سے دور کسی اور جگہ دکھائی دیے' اسی طرح وہ اس کی نظروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہے۔

نبی اکرم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں بیان فرمایا کہ جو شخص قیامت تک ان کی زیارت کرے گا اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرے گا تو وہ اسے جواب دیں گے(۵۸)۔ نیک لوگوں کی ایک جماعت نے سنا کہ جس شخص نے شہداء احد کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

نبی اکرم ﷺ ہر سال کے آخر میں شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور فرماتے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

"تم پر سلام ہو تمہارے صبر کے سبب' دار آخرت کیا ہی اچھا دار ہے۔"

اہل مدینہ رجب کے مہینے میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتے ہیں' یہ حدیث اس عمل کی دلیل بن سکتی ہے' جنید مشرقی کے خاندان کے بعض افراد نے اس زیارت کو رواج دیا' انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں زیارت کا حکم دے رہے ہیں(۵۹)۔

(۴)

○ اے اللہ! ان سب شہدا سے راضی ہو' اور ہمارے لیے عظیم ترین ناصر اور مددگار ہو!

جب ہمارا راہوار قلم اپنا سفر طے کر چکا اور ہر صاحب عقل و خرد کے لیے شہداء کی حقیقی زندگی سے مقصود واضح ہو گیا تو ہم شہدا کرام کے جود و سخا کے بادل سے لطف و کرم کی بارش طلب کرنے اور ان کے اخلاق عالیہ سے فیض اور بخشش کے روح پرور موتیوں کی برسات کی درخواست کرنے کے لیے انہیں یاد کرتے ہیں۔

○ اے شہداء کرام! اے ارجمندو! تم نے فوز و فلاح کا مقصد جلیل حاصل کر لیا اور رب کریم کی خوشنودی کے لیے تلوار کے سائے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا' تمہیں یہ نوید جانفزا دی گئی۔

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ

تمہیں یہ سودا مبارک ہو جس میں تم نے (اپنی جانوں کو) بیچ دیا ہے۔

تو جنت تمہارا ٹھکانا بن گئی اور تم نے اپنی تلواروں کے لیے مشرکوں کی کھوپڑیوں کو میان بنا دیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہیں راضی کر دیا۔

○ تمہارے فضائل قرآن پاک نے بیان کیے ہیں' تم وہ اصحاب محبت ہو جنہیں تعظیم و تکریم کی مختلف قسموں سے نوازا گیا' تم وہ زندہ جاوید ہو جنہیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔

○ تمہاری ذات مطلع انور ہے' تم برکت اور امان کے چمکتے ستارے ہو' تم کامیابی اور رضائے الٰہی کے سفیر ہو' تم نے بلند و بالا نیزوں کے درمیان جانبازیوں کی بدولت شہادت کا عالی ترین جام نوش کیا' تم سراپا کرم سردار ہو' مقابلے کے وقت تمہارا ایک ہی مطالبہ تھا کہ اترو اور سامنے آؤ' تم ہدایت کے درخشندہ ستارے ہو' تم دشمنوں کے لیے شہاب ثاقب ہو' ہر دوست کے لیے تریاق اور ہر دشمن کے حق میں زہر ہلاہل ہو' تم خوفناک حادثے میں امداد فراہم کرنے والے اور ہر رسوا کن تکلیف کے وقت جائے پناہ ہو۔

○ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے فقیر ہیں' آپ کے اونچے پہاڑ کے پہلو میں پناہ لینے والے کمزور ہیں' آپ کی مضبوط اور ناقابل شکست رسی کو پکڑنے والے ہیں اور آپ کے مستحکم وسیلے کو اپنانے والے ہیں جو مقصد تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

○ آپ ہمارے غم دور کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں' ہماری مصیبت جلد دور کیجئے! ایک لمحے کے لیے اپنی اکسیر نظر کی سعادت بخشئے! اپنی عنایت کی خوشبو کا ایک جھونکا ہمیں عنایت فرمائیں' قوت و طاقت کے ساتھ ہماری امداد فرمائیں اور ایسے عزم اور ہمت سے ہماری دستگیری فرمائیں کہ دشمنوں کا ہر حملہ اور مکر پسپا ہو جائے۔

○ سادات کرام! اگرچہ ہم دستگیری کے لائق نہیں ہیں لیکن آپ حضرات تو لطف و عنایت اور چشم پوشی کے اہل ہیں اگر ہمارے اعمال کے راستے انتہائی ناہموار ہیں لیکن آپ کی بارگاہ تو پناہ گزینوں کے لیے پر سہولت اور کشادہ ہے۔

○ اے اللہ! اے وہ ذات جس کی بارگاہ بے کس پناہ میں زمین و آسمان کی مخلوقات کی آوازیں فریاد کناں ہیں' جسے سوالات مغالطے میں نہیں ڈال سکتے' جس کے لیے زبانوں کا اختلاف اور سوالات کی کثرت کوئی مسئلہ نہیں۔

○ اے وہ ذات کہ تو محتاجوں کی حاجتوں کا مالک ہے اور امیدواروں کے دلوں کی باتیں جاننے والا ہے' ہم تجھ سے ارباب فضیلت کے دولہا ﷺ کے طفیل دعا کرتے ہیں'

جن کا راز بلندیوں اور پستیوں کے چہروں میں سرایت کیے ہوئے ہے' وہ آیات بینات کا نور اور کلمات تامہ کے رسول' عالم بالا کی مخلوقات کے امام اعظم' میدان محشر کے کلام کرنے والے خطیب' ذات باری تعالیٰ کی مراد کے سفیر اور اسماء وصفات کی جلالت کے پاسبان ہیں اور آپ کی آل پاک کے طفیل جن کے نیکوکاروں اور خطاکاروں کے بارے میں آپ نے وصیت فرمائی اور ہر ایمان دار مرد اور عورت کو ان کی محبت کی تلقین فرمائی اور آپ کے صحابہ کرام کے طفیل جنھوں نے ازل سے مقرر کردہ سعادت کی بدولت اسلام کی قوت کو مستحکم کیا' خصوصاً" وہ صحابہ کرام جنھوں نے تیری خوشنودی کے لیے جان کی بازی لگا دی اور ان کا خاتمہ شہادت پر ہوا۔

○ ہماری درخواست یہ ہے کہ ہماری دعا قبول فرما' اپنے فضل کے فیض سے ہمارے برتن بھر دے' ہمارے عیوب کو ڈھانپ دے' ہماری بے چینیوں کو چین عطا فرما' ہمارے مقاصد پورے فرما' ہمیں ان کاموں کی توفیق عطا فرما' جو ہمیں موت کے بعد فائدہ دیں' ہمارے درجات بلند فرما' ہمیں عظیم اجر وثواب عطا فرما' اپنی رضا سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما' ہمارے ذمہ حقوق اور قرضوں سے ہمیں سبکدوش فرما' ہماری اولادوں کی اصلاح فرما' ہماری برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما' ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے باطن تیرے ذکر سے مسرور ہیں' جو تیرے شکر سے رطب اللسان ہیں جو تیرے احکام کے لیے سراپا اطاعت ہیں' جن کے دل تیری وعید اور خفیہ تدبیر سے لرزاں ہیں' تنہائیوں میں تجھے یاد کرنا ان کا میدان ہے اور اسی میں ان کا دل خوش رہتا ہے' سحری کے اوقات میں عرض نیاز سے انہیں راحت ملتی ہے اور ان کا دل ودماغ معطر ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے لیے باغ وبہار ہے اور قرآن پاک کی تلاوت ان کے لیے نعمتوں اور برکتوں کا خزانہ ہے۔

○ اے اللہ! اس روشن انوار والی بارگاہ کے صاحب (حضرت امیر حمزہ) کے طفیل ہماری دعا ہے کہ ہم سب کو آتش جہنم کے شعلوں سے رہائی عطا فرما' کدورتیں دور فرما' ہلاکتوں سے محفوظ فرما' بکثرت بارشیں عطا فرما' اشیاء ضرورت سستی فرما' اطراف وجوانب کو امن عطا فرما' قریب وبعید اور پڑوسیوں پر رحم فرما' ارباب حکومت اور رعایا کی اصلاح فرما' اسلامی لشکروں کو اپنی نصرت سے تقویت عطا فرما' اپنے دشمن کافروں میں اپنے قہر کا حکم نافذ فرما اور انہیں مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا۔

○ اے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے شیر! ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر

ہوئے ہیں' ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کی درخواست قبول کی جائے گی' ہم نے اپنی امیدوں کے کجاوے آپ کی بارگاہ میں اتارے ہیں' آپ کے دربار کرم میں حاضر ہیں' آپ کی شان یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیں نظرانداز کردیں' ہم نے آپ کی جودوسخا کے بھرپور برسنے والے بادلوں سے بارش طلب کی ہے۔

یا رب قد لذنا بعم نبینا
رب المظاهر قد ست اسراره
فاقل عثار من استجار بعمه
او زاره لتکفرن اوزاره
والطف بنا فی المعضلات فاننا
بجوار من لا شک بکرم جاره
واختم لنا بالصالحات اذ ا د نا
منا الحمام وانشب اظفاره
ثم الصلاة علی سلالته هاشم
من طاب محتده وطاب نجاره
والال وصحب الکرام اولی التقی
صید الا نام ومن هم انصاره
ما انشد ت طربا مطوقته الشطی
اوناح بالالحان فیه هزاره

○ اے رب کائنات! ہم نے مظہر نعمت وقدرت اپنے نبی ﷺ کے چچا کی پناہ لی ہے' ان کے اسرار کو تقدس عطا کیا جائے۔

○ اس شخص کی لغزشوں کو معاف فرما جس نے نبی اکرم ﷺ کے محترم چچا کی پناہ لی ہے یا گناہوں کی مغفرت کے لیے ان کی زیارت کی ہے۔

○ مشکلات میں ہم پر مہربانی فرما' کیونکہ ہم اس ہستی کے جوار میں ہیں جو بلاشک وشبہ اپنے پڑوسیوں کی عزت افزائی کرتی ہے۔

○ جب موت ہم سے قریب ہو اور اپنے پنجے گاڑ دے تو اعمال صالحہ پر ہمارا خاتمہ فرمانا۔

○ پھر صلوٰۃ وسلام ہو بنو ہاشم کے خلاصہ پر جن کا حسب ونسب طیب وطاہر ہے۔

○ اور مخلوق کے سرداروں اور نبی اکرم ﷺ کے مددگاروں' اور تقوی شعار آل پاک اور صحابہ کرام پر صلواۃ وسلام ہو۔

○ جب تک کمھی دار کبوتر مسرت بھرے لہجے میں چہچہاتے رہیں یا بلبل ہزار داستان دلکش آوازوں کے ساتھ نغمہ سرا رہے۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ○

تعلیقات وحواشی

(۱) تذکرہ کے مراجع و مآخذ :

(۱) الزبیدی'	المعجم المختص (مخطوطہ)
(۲) الزرکلی'	الاعلام' ۲/ ۱۲۳
(۳) الجبرتی'	عجائب الاثار' ۱/ ۴۰۳
(۴) المرادی'	سلک الدرر' ۲/۹
(۵) اسمٰعیل باشا بغدادی'	ہدیۃ العارفین' ۱/ ۲۵۵
(۶) عمر رضا کحالہ'	معجم المولفین' ۳/ ۱۳۷

(۲) زمانہ ماضی میں اہل مدینہ کا معمول تھا کہ ماہ رجب کی بارہویں رات حضرت سید الشہداء کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے اور اجتماع میں آپ کی سیرت اور غزوہ احد کا تذکرہ ہوتا۔

(۳) ابن عبدالبر نے کہا کہ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے' (الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱ جب کہ ابن اثیر نے اسے صحیح قرار دیا ہے' (اسد الغابۃ' ۲/ ۵۱)

(۴) استیعاب (۱/ ۲۷۱) میں ہے کہ ثویبہ نے ان دو ہستیوں کو دو زمانوں میں دودھ پلایا' ابن سعد (طبقات' ۱/ ۸۷) میں حضرت برہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے پہل ثویبہ نے اپنے بیٹے مسرح کے ساتھ 'حضرت حلیمہ سعدیہ کے آنے سے پہلے چند دن دودھ پلایا' آپ سے پہلے وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو دودھ پلا چکی تھیں اور آپ کے بعد ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو دودھ پلایا' (دیکھئے ذخائر العقبی' ص ۱۷۲)

(۵) ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو یعلی تھی (الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱۔ الطبقات' ۳/ ۵۔) صفتہ الصفوۃ' ۱/ ۳۷۰)

(۶) ان کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو عمارہ تھی (الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱۔ الاصابۃ' ۱/ ۳۵۳۔ الطبقات' ۳/ ۵۔ صفتہ الصفوۃ ۱/ ۳۷۰)

(۷) اسد الغابۃ' ۷/ ۳۷۸

(۸) دیکھئے طبقات ابن سعد' ۳/ ۵۔ صفتہ الصفوۃ' ۱/ ۳۷۰

(۹) ابن سعد کہتے ہیں کہ امیر حمزہ بن عبدالمطلب کی اولاد اور نسل باقی نہیں رہی (الطبقات' ۳/ ۵)

(۱۰) اسد الغابۃ' ۲/ ۵۱۔ الاصابۃ' ۱/ ۳۵۴۔ الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱

(۱۱) الطبقات' ۳/ ۶۔ الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱۔ صفتہ الصفوۃ' ۱/ ۳۷۰

(۱۲) الطبقات' ۳/ ۶۔ اسد الغابۃ' ۱/ ۵۲۔ السیرۃ الحلبیہ' ۱/ ۲۹۷۔ المستدرک' ۳/ ۲۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام' ۱/ ۲۹۲۔ صفتہ الصفوۃ ۱/ ۳۷۰

(۱۳) اسد الغابۃ' ۱/ ۵۲۔ الطبقات ۳/ ۶۔ الاصابۃ ۳۵۴۱۔ الاستیعاب' ۱/ ۲۷۱۔ عیون الاثر' ۱/ ۳۵۵۔ ابن ہشام' ۱/ ۵۹۵۔ دلائل النبوۃ' ۳/ ۸۔ مواہب لدنیہ' ۱/ ۳۳۶۔ البدایۃ والنہایہ' ۳/ ۲۴۴۔ صفوۃ الصفوۃ' ۱/ ۳۷۰۔ ذخائر العقبی' ص ۱۷۵' امتاع الاسماع' ۱/ ۵۱۔ الواقدی ۱/ ۹

(۱۴) ابوالحسن علی بن محمد المدائنی ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے' فتوح اور مغازی کے عالم تھے' ۲۲۴ھ میں فوت ہوئے (سیر اعلام النبلاء' ۱۰/ ۴۰۰)

(۱۵) ابن ہشام نے وہ قصیدہ نقل کیا جس کا پہلا مصرع ہے **الایا لقومی للتحلم والجہل**۔ اس سے پہلے انہوں نے کہا کہ اکثر اہل علم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اشعار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہیں (ابن ہشام' ۱/ ۵۹۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/ ۲۴۴)

(۱۶) سد الغابۃ' ۱/ ۵۲۔ ذخائر العقبی ص ۱۷۴

(۱۷) ایضاً' ۱/ ۵۲۔ تہذیب الاسماء واللغات' ۱/ ۱۶۸

(۱۸) ایضاً' ۱/ ۵۲

(۱۹) تہذیب الاسماء واللغات' ۱/ ۱۶۹

(۲۰) اسد الغابۃ' ۱/ ۵۲

(۲۱) علامہ حلبی' سیرت حلبیہ (۲/ ۲۱۶) میں غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ ماہ شوال ۳ھ میں تھا' اس پر جمہور اہل علم کا اتفاق ہے' ۴ھ کا قول شاذ ہے (اور غیر معتبر)

(۲۲) اکثر روایات اسی قول کی تائید کرتی ہیں (الطبقات' ۳/ ۶۔ اسد الغابۃ' ۲/ ۵۴۔ الاستیعاب' ۱/ ۲۷۳۔ رفع الخفاء' ۱/ ۲۱)

(۲۳) ابن اثیر نے ان روایات اور دیگر روایات کا اختلاف بیان کیا ہے۔ (اسد الغابۃ' / ۵۴)

(۲۴) قریش نے شہداء احد اور خصوصاً" حضرت امیر حمزہ کا مثلہ کیا۔ (دیکھئے: ابن ہشام‘ ۲/۹۱۔ المنتظم‘ ۳/۱۶۹‘ الطبقات‘ ۳/۶۔ سیر اعلام السب ا اسد الغابۃ‘ ۱/ ۵۳۔ سیرت حلبیہ‘ ۲/۲۴۶۔ مواہب لدنیہ‘ ۱/۴۰۷۔ الطبری‘ ۲/۷۲۔ دلائل النبوۃ‘ ۳/۲۸۵۔ امتاع الاسماع‘ ۱/ ۱۵۳۔ الواقدی ۱/۲۸۶)

۱/۲۷۴‘ ذخائر العقبی‘ میں ۸۲۱‘ متاالاسماع ۱/ ۱۵۳۔ الواقدی ۱/۲۸۶

(۲۶) الطبقات میں ہے کہ "بے شک ال تعالیٰ نے آگ پر حمزہ کے گوشت کے کسی بھی حصے کے چکھنے کو آگ پر ہمیشہ کے لیے کردیا ہے۔"' ایک روایت میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ حمز کسی حصے کو آگ میں داخل فرمائے۔" (۳/۸-۷) البدایۃ والسحایہ میں بھی یہی ک ہیں (۴/۴۲)‘ ذخائر العقبی ص ۱۸۲۔ امتاع الاسماع ۱/ ۱۵۳

(۲۷) سورۃ النحل آیت ۱۲۶

(۲۸) دیکھئے: اسد الغابۃ‘ ۲/ ۵۳۔ سیر اعلام النبلاء‘ ۱/۱۸۰۔ الاصابۃ ۱/ ۳۵۴۔ الاستیعاب‘ ۱/۲۷۵۔ الطبقات‘ ۳/ ۹۔ السیرۃ الحلبیۃ‘ ۲/۲۴۶۔ الطبری‘ ۲/۷۲۔ الواھب اللدنیہ‘ ۱/۴۰۷۔ دلائل النبوۃ‘ ۳/ ۸۸-۲۸۶۔ المستدرک‘ ۳/ ۲۱۶ (۴۳۸۷)۔ صفتہ الصفوۃ‘ ۱/ ۳۷۵۔ البدایۃ والسحایہ‘ ۴/ ۴۱۔ المنتظم‘ ۳/ ۸۳-۱۸۲۔ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/۳۲۸۔ امتاع الاسماع ۱/ ۱۵۴۔ الواقدی ۱/ ۳۳۱۔

(۲۹) المستدرک‘ ۳/ ۲۱۸ (۴۸۹۳) (۴۹۹۸)‘ الاصابۃ‘ ۱/ ۳۵۴۔ ذخائر العقبی‘ ص ۱۸۱۔ السیرۃ الحلیتہ‘ ۲/ ۲۴۶۔ رفع الخفاء‘ ۱/ ۲۲۶‘ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/ ۳۲۷

(۳۰) ابن ہشام‘ ۲/ ۹۶۔ ذخائر العقبی‘ ص ۱۷۶۔ السیرۃ الحلبتہ‘ ۲/ ۲۴۷۔ المستدرک‘ ۳/ ۲۱۹ (۴۹۹۸)۔ البدایۃ ۴/ ۴۱۔ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/ ۳۲۸۔ امتاع الاسماع‘ ۱/ ۱۵۴۔ رفع الخفاء‘ ۲۲۶۔ الواقدی‘ ۱/ ۲۹۰۔ وفاء الوفاء‘ ۲/ ۹۳۵۔ ابن النجار ص ۳۴۷

(۳۱) المستدرک‘ ۳/ ۲۲۰ (۴۹۰۰)

(۳۲) سورۃ القصص‘ آیت ۶۱

(۳۳) ذخائر العقبی‘ ص ۱۷۷

(۳۴) سورۃ الفجر‘ آیت ۲۷

(۳۵) ذخائر العقبی‘ ص ۱۷۷

(۳۶) الطبقات‘ ۳/ ۱۰۔ ذخائر العقبی‘ ص ۸۱-۸۰۔ اسد الغابۃ ۲/ ۵۵-۵۴۔ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/ ۳۳۰۔ السیرہ الحلیتہ‘ ۲/ ۲۴۷۔ امتاع الاسماع ۱/ ۱۶۱۔ الواقدی‘ ۱/ ۳۱۱

(۳۷) اس میں اختلاف ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔ بعض محدثین نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور بعض نے نفی

کی ہے (تفصیل دیکھئے فتح الباری‘ ۳/ ۲۴۸ (حدیث ۱۳۴۳) ص ۲۵۲ (حدیث ۱۳۴۷)۔ البیان والتحصیل‘ ۲/ ۲۹۹۔ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/ ۳۶۳-۳۳۱۔ اسد الغابۃ‘ ۲/ ۵۴۔ الطبقات‘ ۲/ ۳۳‘ ذخائر العقبی‘ ص ۱۸۱۔ المنتظم ۳/ ۱۷۱۔ الطبقات‘ ۲/ ۳۱۔ السیرۃ الحلیتہ‘ ۲/ ۲۴۸۔ امتاع الاسما‘ ۱/ ۶۱-۱۶۰۔ البدایۃ والنحایۃ‘ ۴/ ۴۲۔ المنتظم‘ ۳/ ۱۸۲۔ التذکرۃ ص ۱۸۴۔ وفا الوفاء‘ ۲/ ۹۳۵۔ سیر اعلام النبلاء ۱/ ۱۸۱)

(۳۸) طبری نے ذخائر العقبی (ص ۱۸۰) میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکفین کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا کہ "پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ان پر دس مرتبہ نماز جنازہ پڑھی‘ پھر ایک ایک شخص کو لایا جاتا رہا‘ حضرت امیر حمزہ کی میت اسی جگہ رہی‘ یہاں تک کہ ان پر ستر مرتبہ نماز پڑھی‘ شہداء کرام کی تعداد ستر تھی۔" پھر ص ۱۸۴ پر امیر حمزہ کی نماز جنازہ کی فصل میں فرمایا: "حضرت امیر حمزہ کا معاملہ ان کی خصوصیت پر محمول کیا جائے گا۔" (مزید دیکھئے‘ الطبقات‘ ۳/ ۱۱۔ البداتیہ والسحایتہ‘ ۴/ ۴۱۔ ابن ہشام‘ ۲/ ۹۷۔ اسد الغابۃ‘ ۲/ ۵۴۔ الواقدی ۱/ ۱۳۰۔ المنتظم‘ ۳/ ۱۸۲۔ سبل الھدی والرشاد‘ ۴/ ۳۶۳۔

(۳۹) ابن شبہ (۱/ ۱۳۶) نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ "سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطن وادی سے ٹیلے کی طرف منتقل کیا جائے۔" لیکن انہیں اس خطے میں سیدنا معاویہ کے زمانے میں دفن کیا گیا جب سیلابوں کی وجہ سے قبریں کھل گئیں‘ اس وقت یہ قبریں موجودہ مقام پر منتقل کی گئیں (دیکھئے وفاء الوفاء‘ ۲/ ۹۳۸)

(۴۰) حضرت عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن اسد بن خزیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کنیت ابو محمد ہے‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے‘ یہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے دوسری مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی‘ سید امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں‘ غزوہ احد کے بعد دفن کیے گئے۔ (الطبقات‘ ۳/ ۶۷ کسی قدر تصرف کے ساتھ) امتاع الاسماع‘ ۱/ ۱۵۵۔ رفع الخفاء‘ ۱/ ۲۲۶۔ وفاء الوفاء ۲/ ۹۳۶)

(۴۱) حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف قریشی عبدری‘ کی کنیت ابوعبداللہ ہے‘ ان دنوں مشرف بااسلام ہوئے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے‘ ہجرت کرکے حبشہ گئے‘ احد کے دن ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا‘ اسی دن جام شہادت نوش کیا‘ (اسد الغابۃ‘ ۵/ ۱۸۱) کسی قدر تصرف کے ساتھ) بعض مراجع میں ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کسی کو دفن نہیں کیا گیا اور سیدنا عبداللہ بن جحش اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما دوسری جگہ دفن کیے گئے (دیکھئے ابن شبہ‘ ۱/ ۱۳۶۔ وفاء الوفاء ۲/ ۹۳۶)

(۴۲) مسند احمد‘ ۲/ ۲۰۷ (۵۵۳۸)۔ سنن ابن ماجہ‘ ۱/ ۵۰۷ (۱۵۹۱)۔ الاستیعاب‘ ۱/ ۲۷۵۔ اسد الغابۃ‘ ۲/ ۵۳۔ الطبری ۲/ ۷۴۔ ابن ہشام‘ ۲/ ۹۹۔ الطبقات‘ ۳/ ۱۲۔ البدایۃ والسحایتہ‘ ۴/ ۴۸۔ دلائل

البوۃ' ۳/۳۰۰۔ السیرۃ الحلبیۃ' ۲/۲۵۴۔ سبل الھدی والرشاد' ۴/۳۳۴۔امتاع الاسماع' ۱/۱۶۳۔ سیراعلام النبلاء'۱/۱۷۲۔ ابن النجار' ص ۳۴

(۴۳) ابن ہشام' ۲/۹۹۔ الطبری' ۲/۴۷۔ اسد الغابۃ' ۲/۵۳۔ البدایۃ والنہایۃ' ۴/۴۹۔ دلائل النبوۃ ۳/۳۰۱۔ السیرۃ الحلبیہ' ۲/۲۵۴۔ سبل الھدی والرشاد' ۴/۳۵۰۔ البدایۃ والنہایۃ' ۴/۶۰

(۴۴) ابن ہشام' ۲/۱۵۷۔ سبل الھدی والرشاد' ۴/۳۵۰۔ البدایۃ والنہایۃ' ۴/۶۰

(۴۵) دیکھئے ——— عیون الاثر' ۲/۳۸۔۴۲۔ ابن ہشام' ۲/۷۲۔۱۲۲۔ الواقدی' ۱/۳۰۰۔ الطبقات' ۲/۳۳۔۴۲۔ المنتظم' ۳/۱۹۶۔۱۷۴۔ وفاء الوفاء' ۲/۹۳۳

(۴۶) فتح الباری' ۷/۳۳۳ (۴۰۷۸)۔ سبل الھدی والرشاد' ۴/۳۷۳۔ الواقدی ۱/۳۰۰۔ عیون الاثر' ۲/۳۸۔ ابن ہشام' ۲/۷۱۲۔ دلائل النبوۃ' ۳/۲۸۰۔۲۷۶۔ البدایۃ والنہایۃ' ۴/۴۷۔ المنتظم ۳/۱۷۔ وفاء الوفاء' ۲/۹۳۳۔ ابن النجار' ص ۳۴۶ (حضرت مصنف نے ایک نظم میں شہداء احد کے اسماء بیان کیے ہیں' علامہ سید محمد علوی مالکی (مکی) مدظلہ نے ان اسماء کے تلفظ کا طریقہ بیان کیا ہے اور حواشی لکھے ہیں' ان کا مطالعہ کیا جائے۔)

(۴۷) امام علامہ محدث' ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس رحمتہ اللہ تعالیٰ ۶۷۱ھ (۱۲۷۲ء) میں پیدا ہوئے' جلیل القدر عالم' حافظ الحدیث' علم حدیث کے امام اور فن حدیث کے نقاد تھے' ۷۳۴ھ (۱۳۳۳ء) میں ان کی رحلت ہوئی (ذیل تذکرۃ الحفاظ' ص ۳۵۰' کسی قدر تصرف کے ساتھ) سیرت طیبہ کے موضوع پر ان کی کتاب عیون الاثر (۲/۳۸) میں ہے کہ "بعض علماء نے شہداء کی تعداد سو سے زیادہ بیان کی ہے حالانکہ احد کے شہداء ستر بیان کیے جاتے ہیں' بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف انصار کے شہداء ستر تھے' پس زیادتی' تفصیل میں اختلاف کی بناء پر پیدا ہوئی ہے' ورنہ درحقیقت زیادتی نہیں ہے۔"

(۴۸) ابن ہشام' ۲/۹۸۔ دلائل النبوۃ' ج ۳۔ عیوان الاثر' ۲/۳۳۔ سبل الھدی والرشاد' ۴/۳۳۱۔ وفاء الوفا' ۲/۹۳۳

(۴۹) سنن ابی داؤد' ۳/۳۲ (۲۵۲۰)' مسند احمد' ۱/۳۴۸ (۲۳۸۴)' المستدرک' ۲/۹۷ (۲۴۴۴)' البدایہ والنہایہ' ۴/۷۴۔ الواقدی"۱/۳۲۵۔ دلائل النبوۃ' ج ۳۔ الترغیب والترھیب ۱/۳۵۴۔ ابن ہشام' ۲/۱۱۹۔ عیون الاثر ۲/۵۶۔ الحاوی للفتاوی' ۲/۱۷۲۔ الروح ص ۱۵۵۔ التمہید ۱۱/۶۱۔ تفسیر النسفی' ۱/۱۹۴۔ مختصر تفسیر ابن کثیر ۱/۳۳۶۔ تفسیر (ابن کثیر) ۳/۵۱۳۔ احوال القبور ص' ۱۱۔۲۱۰۔ ابن النجار' ص ۳۴۹۔

(۵۰) سورۃ آل عمران' آیت ۱۷۱

(۵۱) قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر (۱/۳۹) میں کہتے ہیں کہ "علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ اس

آیت میں جن شہداء کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟" (.....) جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا معنی یہ ہے کہ شہداء حقیقی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں' البتہ اس سلسلے میں اختلاف ہے (کہ وہ کس طرح زندہ ہیں؟) بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان کی قبروں میں روحیں ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں' چنانچہ وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں' جمہور کے علاوہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ مجازی زندگی ہے' مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں جنتی نعمتوں کے مستحق ہیں' پہلا قول صحیح ہے اور مجاز کی طرف رجوع کرنے کا کوئی باعث نہیں ہے۔

ابن قیم کتاب الروح (ص ۵۱) میں لکھتے ہیں کہ "شہداء کی زندگی کی دلیل یہ ہے کہ وہ قتل ہونے اور وفات کے باوجود اپنے رب کے پاس زندہ ہیں' رزق دیے جاتے ہیں' خوش اور مسرور ہیں اور یہی دنیا میں زندہ لوگوں کی صفت ہے۔"

حافظ سیوطی نے الحاوی للفتاوی (۲/۵۲) میں شیخ تقی الدین سبکی کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قبر میں انبیاء اور شہداء کی زندگی ایسی ہی ہے جیسی دنیا میں تھی (....) ان کی زندگی کے حقیقی زندگی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے جسم ایسے ہی ہوں جیسے دنیا میں تھے' اسی طرح شرح الصدور (ص ۲۷۶) میں ہے۔

ابن رجب حنبلی اپنی کتاب "احوال القبور" (ص ۲۷۲) میں فرماتے ہیں "اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہداء زندگی میں زندوں کے ساتھ شریک ہیں۔"

(۵۲) ابن القیم نے کتاب الروح (ص ۵۷) میں حضرت ابن عباس کی وہ حدیث بیان کی جس کی مناسبت سے یہ آیتہ کریمہ نازل ہوئی **ولاتحسبن الذین قتلوا** (الایۃ) اس کے بعد کہتے ہیں کہ "اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ شہداء کھاتے پیتے ہیں' حرکت کرتے ہیں' ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں اور کلام کرتے ہیں"' علامہ نسفی تفسیر (۱/۱۹۴) میں فرماتے ہیں "**یرزقون** شہداء کو باقی دوسرے زندوں کی طرح رزق دیا جاتا ہے' وہ کھاتے اور پیتے ہیں' یہ ان کے زندہ ہونے اور ان کے حال کا بیان ہے۔"

(۵۳) ابن قیم کتاب الروح (ص ۱۴۲۔۱۴۱) میں لکھتے ہیں کہ "مختلف لوگوں کی خوابوں سے تواتر روحوں کے ایسے افعال ثابت ہیں جنہیں وہ بدن کے ساتھ متعلق ہونے کی صورت میں انجام نہیں دے سکتیں' مثلاً ایک دو یا چند افراد نے بڑے لشکروں کو شکست دے دی' کتنی دفعہ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زیارت ہوئی' ان کی ارواح مبارکہ نے کفر اور ظلم کے لشکروں کو شکست دی' وہ لشکر سازوسامان اور تعداد کی زیادتی کے باوجود مغلوب ہوگئے حالانکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی کم تھے۔ یہ امر معلوم ہے کہ شہداء کرام انبیاء عظام کے ساتھ اٹھائے جائیں گے' اس جگہ ایسی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض فضائل انبیاء اور شہداء میں مشترک ہیں' دیکھئے شرح الصدور'

(۵۴) دیکھئے' الواقدی' ۱/۲٦۷۔ البدایہ والنہایہ' ۴/۴۴۔ دلائل النبوۃ ۳/۲۹۱۔ سبل الہدیٰ والرشاد' ۴/۳٦۹

(۵۵) انسان العیون (السیرۃ الحلبیۃ)' ۲/۲۵۰۔ ابن شبہ' ۱/۱۳۳۔ وفاء الوفاء ۲/۹۳۸

(۵٦) دیکھئے سابقہ حوالے' الخصائص الکبریٰ' ۱/۲۱۹۔ تفسیر کبیر' ۹/۹۳۔ تفسیر خازن' ۱/۲۹۷۔ وفاء الوفاء' ۲/۹۳٦

(۵۷) برہان الدین ابراہیم بن عمر الرباط البقاعی الشافعی' محدث' مفسر اور مورخ تھے' ۸۰۹ھ (۱۴۰٦) میں پیدا ہوئے ۸۸۵ھ میں وفات پائی (شذرات الذہب' ۹/۵۰۹)

(۵۸) سبل الہدیٰ والرشاد' ۴/۳۰۷' البدایۃ والنہایۃ' ۴/۴٦۔ دلائل النبوۃ' ۳/۳۰۷۔ شرح الصدور' ص ۲۷۴۔ تفسیر الخازن' ۱/۲۹۷۔ ابن شبہ ۱/۱۳۲

(۵۹) واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کیا کرتے تھے' اور سیدنا ابوبکر' سیدنا عمر فاورق'' سیدنا عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس معاملہ میں آپ کی پیروی کی (دیکھئے' المغازی' ۱/۳۱۳۔ ابن شبہ' ۱/۱۳۲۔ دلائل النبوۃ امام بیہقی' ۳/۳۰٦۔ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ۴/۴٦۔ وفاء الوفاء' ۲/۹۳۲۔) اور یہ دلیل ہے کہ اہل مدینہ اور دیگر حضرات کے لیے ہر سال شہداء احد کی زیارت کرنا سنت ہے' حضرت مصنف نے جو بیان کیا ہے کہ بعض حضرات نے خواب میں حضرت امیر حمزہ کو زیارت کا حکم دیتے ہوئے دیکھا (تو اس میں کوئی بعد نہیں ہے) کیونکہ اصحاب قبور کی روحوں کا زندوں کی روحوں سے ملاقات کرنا ثابت ہے (دیکھئے کتاب الروح ص ۲۵۴۔ شرح الصدور ص ۳۵۱) حضرت مصنف کے بیان کردہ حضرات کے علاوہ دوسرے افراد کے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

مآخذ ومراجع

۱۔ فواد عبدالباقی: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم

۲۔ عبدالبر: الاستیعاب

۳۔ ابن الاثیر: اسد الغابۃ

۴۔ ابن سعد: الطبقات الکبریٰ

۵۔ حاکم: المستدرک

٦۔ برہان الدین حلبی: السیرۃ الحلبیہ (انسان العیون)

۷۔ القسطلانی: المواہب اللدنیہ

۸۔ ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ

۹۔ ابن الجوزی: المنتظم

۱۰۔ المقریزی: امتاع الاسماع

۱۱۔ ابن حجر العسقلانی: الاصابہ

۱۲۔ قرطبی: التذکرہ

۱۳۔ ابن القیم: الروح

۱۴۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویۃ

۱۵۔ السیوطی: انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء

۱٦۔ السیوطی: الحاوی للفتاوی

۱۷۔ واقدی: المغازی

۱۸۔ السیوطی: الخصائص الکبریٰ

۱۹۔ ابن رجب الحنبلی: اہوال القبور

۲۰۔ ابن عبدالبر: التمہید

۲۱۔ ابن عبدالبر: البیان والتحصیل

۲۲۔ ابن النجار: الدرۃ الثمینہ فی تاریخ المدینہ

۲۳۔ ابی البرکات النسفی: تفسیر النسفی

۲۴۔ ابن شبہ: تاریخ المدینہ النورۃ

۲۵۔ الرازی: التفسیر الکبیر

۲٦۔ الاصبہانی: الترغیب والترہیب

۲۷۔ النووی: تہذیب الاسماء واللغات

۲۸۔ الطبری: جامع البیان فی تاویل القرآن

۲۹۔ البیہقی: حیاۃ الانبیاء

۳۰۔ البیہقی: دلائل النبوۃ

۳۱۔ الطبری: ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربیٰ

۳۲۔ الذہبی: ذیل تذکرۃ الحفاظ

۳۳۔ الکردی: رفع الخفا شرح ذات الشفاء

۳۴۔ ذہبی: سیر اعلام النبلاء

۳۵۔ صالحی: سبل الہدیٰ والرشاد

۳٦۔ السجستانی: سنن ابی داؤد

۳۷۔ القزوینی: سنن ابی ماجہ

۳۸۔ السیوطی: شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور

۳۹۔ ابن العماد الحنبلی: شذرات الذہب فی اخبار من ذہب

۴۰۔ ابن الجوزی: صفۃ الصفوۃ

۴۱۔ ابن سید الناس: عیون الاثر

۴۲۔ ابن حجر العسقلانی: فتح الباری بشرح صحیح البخاری

۴۳۔ تقی الدین السبکی: فتاوی السبکی

۴۴۔ السمہودی: وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ

۴۵۔ الشیبانی: مسند امام احمد

۴٦۔ صابونی: مختصر تفسیر ابن کثیر

۴۷۔ ابن منظور: لسان العرب